مہناز قمر

ریسرچ اسکالر ڈیپارٹمنٹ آف اردو، بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ

ڈاکٹر خالد محمود خٹک

ہیڈ آف اردو ڈیپارٹمنٹ بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ

مثنوی چنداین کے مرکزی کردار

Main Characters of "Chandain" Masnavi

Abstract

Masnavi Chandain was written in 779 AH by Mula Muhammad Dawood, the first urdu poetry ever in urdu language. It is basically the love story of chanda and Lorak which was very popular at that time, which people used to tell Gaga. It belonged to Goder City. Saido Meher was the ruler of that city and Chand was the daughter of that ruler. The main characters of this Masnavi are Chanda, Lorak, Said Meher and Mena. Chanda the daughter of Saido Meher was the beautifull girl, as beautifull as her name "Chanda". Many boys were freed, even Raja Rup Chand attacked on Godar due to his blind love with Chanda. Raja Rup Chand was defeated by a great Soldier Lorak. After eachother's love and started their hard time in love, because Lorak was already married, his wife Mena a loyal woman came to her husband's unfaithfulness and forcing Lorak to return home but brought, Lorak chanda alongwith the world. He assured his true love .

Key Words: Masnavi Chandain - Mulla Dawood - Chanda - Lorak . Raja Rup Chand

شعری اصناف میں مثنوی کا دامن سب سے وسیع ہے۔ سب اس بات سے متفق ہیں کہ بیانیہ شاعری کی معراج مثنوی ہی کو حاصل ہے۔ اس میں افسانویت، شعریت بہ یک وقت موجود ہوتی ہے۔ منظّم خیالات، کیفیات، احساسات، تاثرات و بیانات کی ترجمانی اسے اور جاذب نظر اور مقبول بناتی ہے۔ یہی وہ صنف ہے جس سے اردو زبان میں منظوم داستانوں کا آغاز ہوا۔ یہ داستانیں تہذیبی اور معاشرتی زندگی کی عکاس ہیں۔ ان میں سے ایک "چنداین" ہے۔ یہ ملا داؤد کی تحریر کردہ نا صرف اردو زبان کی پہلی مثنوی بلکہ پہلی تصنیف بھی ہے۔

اس کی دریافت سے قبل مثنوی کدام پدم راؤ ہی اردو کی پہلی مثنوی تسلیم کیا جاتا رہا۔ بعد ازاں تحقیق نے ثابت کر دیا کہ مثنوی چنداین ہی دراصل اردو کی تصنیف اول ہے۔ اس مثنوی سے تا حال بہت سے اردو دان ناواقف ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مثنوی ۷ مقامات سے دریافت ہوئی مگر نامکمل صورت میں کہیں چند بند موجود ہیں تو کہیں اگلے چند، لہٰذا مکمل صورت میں کہیں دستیاب نہ ہونے کی بناء پر اسے اہمیت نہ دی گئی اور نہ ہی تدوین کے قابل سمجھا گیا کیوں کہ اس کی دریافت بجائے خود ایک معمہ تھی۔ ڈاکٹر حسن عسکری اپنے مقالے میں لکھتے ہیں۔

اردو دان طبقہ مولانا داؤد کی چنداین اور سادھن کی میناست کے متعلق شاید ہی کچھ واقفیت رکھتا ہو۔[1]

اس کا سن تصنیف ۷۷۹ھ ہے اس کی تصدیق ملا داؤد کے اس شعر سے ہوتی ہے جو اس مثنوی کے بند نمبر ۱۷ کا حصہ ہے۔

ا برس سات سے ہوئے اناسی
جب سنہ سات سو اناسی ہوئے
تہیا یہ کہی سر سے بھیاسی[2]

تب شاعر نے خوبی سے اسے بیان کیا۔

"چنداین" لورک اور چاندا کے عشق کی داستان ہے۔ جن کا تعلق گودر کے علاقے سے تھا۔ یہ داستان اپنے وقت کی مقبول ترین داستان تھی۔ جسے لوگ گا گا کر سناتے تھے۔ اس مثنوی میں لورک اور چاندا کے عشق کی کیفیات و تجربات کے علاوہ اس وقت کی ثقافت و معاشرت کی ترجمانی بھی ہے۔ اس وقت یہ اتنی مقبول تھی کہ لوگ گا گا کر سناتے اور کہا جاتا تھا کہ اس مثنوی میں کئی مقامات پر قرآن پاک کی آیات کی تفسیر بھی اشارۃً موجود ہے۔ ڈاکٹر انصار اللہ کا کہنا ہے کہ اس وقت لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا اسی لئے لوگ واقعات کو گیتوں کی شکل میں ڈھال کر انہیں گا گا کر ہی محفوظ کرتے تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کہانی سچی ہوں۔ اس لئے کئی مقامات کا ذکر کیا

ا: ڈاکٹر انصار اللہ نے مثنوی چنداین کی تدوین کی اور اصل اشعار کے ساتھ آسان اردو میں اشعار شامل کر کے ۱۹۹۶ء میں شائع کروائی تھی لہٰذا یہاں بھی اسی طرح شامل کئے جا رہے ہیں۔

گیا ہے جو آج بھی موجود ہیں یا کم از کم ان کے ہونے کا ثبوت ضرور ملتا ہے۔ اسی طرح چاندا کے والد سید و مہر ہیں۔ تاریخ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ کسی زمانے میں مہر خاندان گجرات کے علاقے پر حاکم تھا۔ پہلے پہل لفظ مہر حاکم، راجہ کے نام کے ساتھ استعمال کیا جاتا تھا۔ بعد ازاں زنانہ یا ہیجڑا کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے۔ مجموعی طور پر یہ مثنوی ملا داؤد کا شاہکار نظر آتی ہے۔ انہوں نے انتہائی خوبصورتی سے تمام کردار، واقعات، مذکورہ علاقوں کے رسم و رواج، کھانا پینا، پہننا اوڑھنا باہمی تعلقات، مبلات، اختلافات، شادی بیاہ غرض اس خطے سے تعلق رکھنے والے ہر پہلو کو نا صرف اجاگر کیا ہے بلکہ بہت سے معاملات کے اتار چڑھاؤ اور بہت سے مشکلات کا حل قرآن پاک کی تفسیر کی صورت میں بیان کیا ہے۔ مصنف نے کہیں بھی براہ راست نا تو حدیث و قرآن کا حوالہ دیا اور نہ ہی کہیں تاریخی واقعہ بیان کیا ہے یا پند و نسائح کی صورت اختیار کی ہے۔ بلکہ ان کا طرز تحریر اس طرح ہے کہ اشاروں کنائیوں ہی میں بات واضح ہو گئی ہے۔

چاندا:

مثنوی چنداین کی ہیروئن چاندا ہے۔ مثنوی کا نام بھی اس کے نام سے مطابقت رکھا گیا ہے۔ یہ اس مثنوی کا سب سے اہم کردار اور مضبوط کردار ہے۔ مثنوی اسی کردار کے گرد گھومتی ہے۔ اس کی پیدائش، شادی، سسرال کے حالات، شوہر باون کی بے رخی، اس پر گزرنے والے کرب کی کیفیت، باپ کے گھر واپس آنا، لورک کا عشق، اس کے مراحل، دلی کیفیات سب کچھ چاندا کے کردار کی مرہون منت ہیں۔ چاندا گودر شہر کے راجہ راؤ مہر یا سید و مہر کی لاڈلی بیٹی ہے جو اپنے نام کی طرح خوبصورت ہے اور چاند کو خیرہ کر دینے والی خوبصورتی کی حامل ہے۔ چاندا ایک باوقار شہزادی کے روپ میں دکھائی دیتی ہے۔ جو محل میں موجود نوکر چاکروں کے سامنے اپنے باپ کے راجہ ہونے کی لاج رکھتی ہے مگر ساتھ ہی ساتھ اس کے اندر کی کھلنڈری لڑکی کبھی کبھار سر ابھارتی ہے۔ جب وہ اپنی ہم عمر ملازماؤں کے ساتھ مل کر کھیل کود کرتی ہے۔ وہ ہم عمر کنیزیں اس کی دلی کیفیات کو ابھارتی بھی ہیں۔ وہ ان سے بعض معاملات میں راز و نیاز بھی کرتی ہے۔ چاندا طبقاتی فرق کو نظر انداز کرنے والی لڑکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی ملازماؤں کو بھی اچھا لباس زیب تن کراتی ہے اپنے ساتھ ساتھ رکھتی ہے۔ ان کے ساتھ ہنسی مذاق میں بھی حصہ لیتی ہے۔ وہ بہادر اور نڈر لڑکی ہے جو جنگی ہربوں سے بھی واقف ہے۔ کئی مقامات پر لورک کو اکیلا محسوس

کرتے ہوئے اس کے شانہ بشانہ جنگی مہارتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دشمن کو شکست فاش دیتی ہے۔ وہ ذہین بھی ہے اور چست و چالاک بھی جو دشمن کی چیرا دستیوں کو منٹوں میں ڈھیر کر سکتی ہے۔ اپنے ماں بات سے محبت کرتی ہے مگر جب لورک کی محبت مد مقابل آتی ہے تو لورک کی محبت جیت جاتی ہے وہ ایسی محبت کے سہارے راتوں رات لورک کے ساتھ محل کی دیوار پھلانگ کر فرار ہو جاتی ہے کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی۔ کافی مشکلات اور جنگ و جدل کے بعد، کئی مد مقابل دشمنوں بہ شمول باون کو شکست دینے کے بعد لورک کے ساتھ واپس گودر آتی ہے اور اسی کے ساتھ رہنے لگتی ہے۔

اس کی پیدائش کے متعلق ملا داؤد نے بتیسویں بند میں لکھا ہے۔

سہدیو مندر چاند او تاری
سیدیو کے گھر میں چاند پیدا ہوئی
دھرتی سرگ بھئی اجیاری
زمین اور آسمان میں اجالا ہو گیا [۳]

چاندا کے پیدا ہوتے ہی رائے مہر کی دنیا میں مزید اجیارا ہو گیا۔ چاندا تھی بھی بہت خوبصورت اسی لئے اس کا نام چاندار کھا گیا۔ یعنی چاند کا ٹکڑا یا چاند جیسی حسین۔ اس کی پیدائش کے وقت جو جنم کنڈلی نکالی گئی اس میں بھی واضح کیا گیا کہ چاندا نہایت حسین ہو گی۔ کئی لوگ اس پر فریفتہ ہوں گے۔ یہ پیشن گوئی بعد ازاں درست ثابت ہوئی۔ بڑے بڑے راجہ اس کے عشق میں مبتلا ہوئے۔

اگن برک بھا چاندہ او کٹ چھئی نہ جائی
چاندا کی آتش حسن ہے اس کی تپش کو انگیز نہیں کیا جا سکتا
جس اجیار ریں بھُنگا مرینیہ رائی ادائی
جیسے روشنی پر پتنگے، اسی طرح اس پر اڑ کر راجا فدا ہونگے [۴]

اس وقت کے رسم و رواج کے مطابق چاندا محض چار سال کی تھی کہ اس کے باپ نے اس کا رشتہ باون سے طے کر دیا۔ باون دوسرے ملک کے راجہ کا بیٹا تھا۔ چاندا کی خوبصورتی کے متعلق مثنوی میں مختلف مقامات پر تذکرہ

ملتا ہے۔ پہلا ذکر چاندا کی پیدائش کے متعلق بند میں کہ جب چاندا پیدا ہوئی تو خوبصورت میں اپنی مثال آپ تھی۔ اسی وجہ سے اس کا نام چاندار کھا گیا۔ پھر جوگی جب چاندا کے عشق میں گرفتار ہوتا ہے اور اپنی دلی کیفیت راجہ روپ چند کے سامنے کھول کر بیان کرتا ہے۔ وہاں وہ تفصیل سے چاندا کے خدوخال اور خوبصورتی کا ذکر کرتا ہے۔ ملاداؤد نے چاندا کی خوبصورتی کے بیان میں ۲۰ بند تحریر کئے ہیں جن میں ملاداؤد کی لفاظی، جزوئیات نگاری اور کثیر ذخیرہ الفاظ کا جادو چلتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس تفصیل کے نتیجے میں جو سانچہ ڈھل کر سامنے آتا ہے وہ کچھ یوں ہے کہ چاندا ایک دبلی پتلی دراز قامت لڑکی ہے۔ اس کی نازکی کے متعلق یوں شعر ہے:

لگ جیسے لہر لہر ہتکاری
قد کھمبا ہے، صناعی یہ ہے کہ لہر اتا ہے
چند جیپھر مرے سنواری
اسے چندن اور چانپھل ملا کر سنوارا ہے
سُرگ پوان لاگ جن آئی
آسمان کی ہوا گویا اس سے لگ کر آئی ہے
چاہت ای سئین جائی اڑائی
شاید ایسے ہی میں وہ اڑ جائیگی [۵]

اس کی چال نرالی ہے وہ ٹھہر ٹھہر کر چلتی ہے۔ گویا پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی ہو۔ اس کی کمر اس قدر نازک ہے کہ شاید ایک پھونک سے ٹوٹ جائے جب پتلی اتنی کہ بال بھی اس کے مقابلے میں موٹا دکھائی دے۔ پیٹ کو صاف شفاف حوض سے تشبیہ دی کہ گویا ایسا حوض ہے جس کا کنارہ دکھائی نہیں دیتا۔ بھرا بھرا سینہ جو ساڑھی کے اندر سے بھی نمایاں ہوتا ہے۔ بازو انتہائی صاف و شفاف گویا پانی بھی اس کے سامنے میں گدلا لگے۔ گردن بھی لمبی صراحی دار جیسے کمہار نے چاک پر رکھ کر گھڑی ہو۔ اس کی پیشانی روشن جیسے چاند ہو۔ چہرہ چمکدار اس پر کمان کی طرح ابرو اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگاتے ہیں۔ آنکھیں سمندر کی طرح گہری ہیں۔ آنکھوں کی خوبصوری کے لئے ملاداؤد کہتے ہیں۔

سمندات او گابا

وہ آنکھیں سمندر ہیں نہایت گہری

بوڑ ہنہ رائے ، نہ پاؤ ہنہ تھاہا

راجہ ڈوبتے ہیں ، تھاہ نہیں پاتے ہیں[۶]

چاندا کی ناک اونچی اور لمبی ہے۔ ہونٹ خوبصورت سرخ ہیں کچھ قدرتی سرخ ہیں اور کچھ پان کھانے کی وجہ سے سرخ رہتے ہیں۔ اسی طرح دانت بھی پان کھانے کی وجہ سے سرخ دکھائی دیتے ہیں۔ جب وہ مسکراتی ہے تو دانتوں کی چمک یوں لگتی ہے گویا آسمان پر بجلی کوند گئی ہو۔ اس کی زبان نہایت میٹھی ہے کانوں میں رس گھولتی ہے۔ اس کے کان ایسے ہیں جیسے صندل کی سیب سے بنے ہوں۔ نا بڑے ہیں نا چھوٹے ہیں ، لمبے ہیں نہ موٹے بلکہ مناسب ہیں۔ شاعر نے چاندا کو کنول کا پھول کہا ہے کہ کنول کے پھول کی طرح ہے۔ جیسے آسمان کے دونوں سروں پر بجلی چمکتی ہے۔ کان اور آنکھ کے درمیان تل ہے جو اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے۔ جو گیا ساڑھی ، مونگیا دوپٹہ اس چاند سے حسن پر جب لباس زیب تن کرتی ہے تو یوں لگتا ہے پری زمین پر اتر آئی ہے۔ اس کو دیکھتے ہی دیوتا عاشق ہو جائیں گے۔ اس کے کان کی بالیوں میں ہیرے جڑے ہیں ، ناک کی پھیل گویا سورج ہے۔ گلے میں ہار ، ڈور اور زنجیر پہنتی ہے۔ جسم زیور سے چور ہے۔ زیور اتنا ہے کہ دونوں ہاتھوں میں دس انگوٹھیاں ، کلائیاں کنگنوں سے بھری ہوئی ہیں۔ پیروں میں پائل ہے۔ چلتی ہے تو چمڑے کے جوتے سے زیور ٹکراتا ہے۔ اس کی خوبصورتی کے متعلق ڈاکٹر انصار اللہ مثنوی چنداین کے مقدمہ میں یوں رقم طراز ہیں۔

> "چاند جیسا اس کا نام تھا ویسی ہی خوبصورت بھی تھی۔ اس کے حسن و جمال کا چرچا ہوا۔ کسی شہر کا راجہ روپچند ایک بدھ سادھو کی زبانی چاندا کے حسن کی تعریف سن کر غائبانہ اس پر عاشق ہوا"[۷]

ملا داؤد نے چاندا کے لباس کا بیان مختلف اشعار میں لکھا ہے۔ وہ انتہائی نفیس اور عمدہ لباس پہنتی تھی ساتھ قیمتی زیور اس کی ذہنیت کو بڑھا دیتا تھا۔

چاندا کا دل محبت سے معمور ہے۔ ایک مشرقی بیوی کی طرح اپنی ساری محبت باون پر لٹانا چاہتی ہے مگر باون کی بے رخی اس کا دل توڑ دیتی ہے۔ وہ اپنے ٹوٹے دل اور باون کے فراق میں گزارے ہوئے دنوں کا حال اپنی

سہیلیوں کے سامنے یوں کہتی ہے۔

ماہ مانس مویوں دھند ھوائی
ماگھ کا مہینہ سلگتے گزرا
لاگی سیو نہ پیو تن جائی
سردی لگتی تھی، شوہر تک نہیں جاتی تھی[۸]

اسی طرح اگلے اشعار میں وہ سارے مہینوں کا ذکر اور ان میں اس پر گزرتی ہوئی کیفیات کا ذکر کرتی ہے ۔(انہی اشعار میں اردو کا پہلا بارہ ماسہ موجود ہے)۔اپنے شوہر کی بے التفاتی اسے اپنے باپ کے گھر جانے پر مجبور کرتی ہے۔ جہاں وہ لورک جیسے بہادر اور نڈر نوجوان کی محبت پا کر پھر سے جی اٹھتی ہے اور اس کی محبت کے لئے لڑنے مرنے پر بھی تیار ہو جاتی ہے۔آخر باون بھی ان دونوں کی محبت کے آگے سر تسلیم خم کر دیتا ہے اور یوں چاندا اپنی محبت حاصل کر لیتی ہے۔

لورک:

لورک مثنوی چنداین کا دوسرا بنیادی کردار ہے۔لورک ایک بہادر جیالہ سپاہی ہے۔راجہ روپ چند جب چاندا کے عشق میں اندھا ہو کر گودر پر چڑھائی کرتا ہے اور اس کی فوج گودر کو تباہ و برباد کرنے پر تل جاتی ہے۔ راؤ مہر کو بچاؤ کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی تو وہ لورک اور باون کو مدد کے لئے بلاتا ہے۔ڈاکٹر انصار اللہ چنداین کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

"سید یو مہر نے مدافعت کے خیال سے اپنے شہر کے ایک بڑے جری سردار، لورک کو مدد کیلئے طلب کیا"[۹]

باون جو چاندا کا شوہر ہے نہیں آتا جب کہ لورک جو کہ سپہ سالار ہے رائے مہر کی مدد کے لئے آجاتا ہے۔چاندا کی طرح لورک بھی ظاہری اور باطنی خوبصورتی کا مرقع دکھائی دیتا ہے۔جب وہ راجہ رویجند کی فوج کا جوانمردی سے مقابلہ کرتے ہوئے اسے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کر دیتا ہے۔فتح کی خبر جان کر راؤ مہر لورک کو بہت عزت و احترام سے گودر کی طرف لے چلتا ہے۔اس کی بہادری کے قصے اور فتح کی خبر سن کر چاندا اس کے

غائبانہ عشق کا شکار ہو جاتی ہے۔ وہ اپنی باندیوں سے لورک کے بارے میں استفسار کرتی ہے کہ وہ بہادر نوجوان دکھنے میں کیسا لگتا ہے۔ اس کا قد کاٹھ کیسا ہے۔ اس کی تفصیل اس کی باندیاں بیان کرتی ہیں۔ جب چاندا کی لورک پر نظر پڑتی ہے تو ہو بہو ویسا ہی پاتی ہے اور عشق کی جڑیں اس کے دل میں مضبوط ہو جاتی ہیں۔ اس کا ظاہری خدوخال یوں ہے۔ لورک ایک وجیہہ نوجوان ہے جس کی جوڑی اور روشن پیشانی اس کی خوش قسمتی کا پتہ دیتی ہے۔ کمر پتلی مگر مضبوط ہے، سر کے بل کمر تک لہراتے ہیں۔ آنکھیں بڑی بڑی سفید ہیں جن میں سیاہ پتلیاں بھنوروں کی طرح دکھائی دیتی ہیں۔ اس کا جسم مضبوط سونے کی طرح ٹھوس ہے۔ سر پر پگڑی باندھتا ہے اور کٹار ہاتھ میں پکڑتا ہے۔ اس کے فتح کے بعد ہاتھی پر سوار ہو کر گودر کی طرف بڑھنے کا منظر ملاداؤدیوں ایک شعر میں بیان کرتے ہیں۔

تانی رات، بجھوری، ہست چڑھا دکھراؤ
نشست پر لال چاندنی بچھی ہے۔ وہ ہاتھی پر چڑھا نظر آرہا ہے
کر سر پاگ سلولن، ترچھ کٹار سوہارو
سر پر خوبصورت پگ بندھا ہے، ترچھی کٹار زیب دے رہی ہے[۱۰]

وفادار، جیالہ، بہادر اور ماں کا بھی فرمانبردار، لورک کے لئے کہیں کہیں سورج کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ چاندا کے مدمقابل لفظ سورج بالکل درست معلوم ہوتا ہے۔ جیسے چاند سورج کی جوڑی ہے۔ اسی مناسبت سے چاندا کے لئے لورک کو سورج پکارا گیا ہے۔ لورک کنور نگر کا رہنے والا تھا۔ لورک اہیر خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس بات کا اسے زعم بھی ہے اور وہ کئی بار اپنا تعارف کرواتے ہوئے اپنے خاندان اور نسل کا فخریہ ذکر کرتا ہے۔ اسے اپنے بہادر ہونے پر بھی ناز ہے وہ خود اپنے بارے میں کہتا ہے کہ میں لورک ہوں جس نے بانڈھا کو پچھاڑا میں وہ ہوں جس نے راجہ روبجندار اور اسور جیسے سورماؤں کو شکست دی اور باون کو بھی پچھاڑا۔

۲ جات اہیر ہم، لورک نانوں
کنور نگر ہمار پور ٹھانوں[۱۱]

ڈاکٹر انصار اللہ لکھتے ہیں۔

"لورک کے یہاں اپنی عزت اور خاندانی حیثیت کا احساس ہر موقع پر ملتا ہے[۱۲]

لورک کی شکل وصورت کی تصویر کشی حسن عسکری یوں کرتے ہیں۔

"وجیہہ الصورت لورک کلادار پگڑی پورے آستینوں والی دوہرے دامن کی صدری جو بائیں طرف بغل کے نیچے تکمو تک بندھی ہوتی ہے۔ شلوار نما پائجامہ اور پٹکہ میں ملبوس ہے۔ زانوں پر بھندنا لگی چھڑی ہے"[۱۳]

لورک خوبیوں کے ساتھ ساتھ چند خامیوں کا بھی حامل ہے۔ وہ اپنی ماں اور بیوی سے محبت کرتا ہے۔ لیکن ایک راج کماری کے عشق میں یوں اندھا ہو جاتا ہے کہ پیار کرنے والی، جان چھڑکنے والی ماں اور وفا شعار بیوی کی محبت نظر انداز کر کے دیوانہ ہو کر جنگلوں میں نکل جاتا ہے۔ جوگی کا بھیس بنا کر مندروں پہ پڑا رہتا ہے۔ جب تک چاندا کی محبت حاصل نہیں کر لیتا چین سے نہیں بیٹھتا۔ وہ فرمانبردار بیٹا اور شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ ہٹ دھرم اور ضدی انسان بھی ہے۔ جو اپنی کامیابی کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب چاندا کی محبت اس کے سر چھڑ کر بولتی ہے تو وہ ماں، بیوی، بھائی کسی کی بات نہیں سنتا۔ کرتا وہی ہے جو اسے مناسب لگتا ہے۔ آخر کار وہ اپنی محبت پالیتا ہے۔

۲۔ اس شعر کی آسان اردو ڈاکٹر انصار اللہ نے نہیں لکھی۔ لیکن انہوں نے چنداین کے مقدمہ میں اس کی آسان اردو یوں لکھی ہے کہ میری ذات اہیر اور میرا نام لورک ہے۔ کنور نگر ہمارا وطن ہے۔

رائے سیدیو مہر:

رائے سیدیو مہر چاندا کا باپ اور گودر شہر کا راجہ ہے۔ یہ انتہائی شان و شوکت والا راجہ ہے۔ کئی قلعوں کا مالک ہے۔ اس کی چوراسی رانیاں ہیں۔ ہر رانی کا الگ محل، نوکر چاکر اور باندیاں ہیں۔ سب رانیاں حسین و جمیل ہیں۔ ان میں سے سب سے چھوٹی رانی جس کا نام پھول ہے، چاندا کی ماں ہے۔ راجہ کی طبیعت میں نفاست اور خوش مزاقی موجود ہے۔ اس نے نا صرف اپنی زندگی میں سہولیات پیدا کر رکھی ہیں بلکہ اپنے ارد گرد کے لوگوں

بشمول رعایا کے لئے بھی انتظامات کئے ہوئے ہیں۔ شہر کے گرد حفاظتی فصیل کی موجودگی راجہ کی دور اندیشی اور عقل و فراست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس بارے میں ڈاکٹر انصار اللہ چنداین کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

"شہر کی اس طور پر حفاظت اس شہر کے راجہ کی عظمت کی بھی غماز ہے"[۱۴]

راؤ مہر میں مشورہ کرنے کی عادت ہے کوئی بھی ریاستی امور پر اپنے اقابرین سے مشورہ ضرور کرتا ہے اسی لئے اسے فتح و کامرانی نصیب ہوتی ہے۔ راجہ عیش و عشرت کا نا صرف خود عادی ہے بلکہ شہریوں کو بھی لطف و کرم کے اسباب فراہم کئے ہوئے ہیں۔ راؤ مہر اچھا راجہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ذمہ دار باپ بھی ہے اپنی بیٹی چاندا سے اشد محبت کرتا ہے۔ اسے دکھ میں دیکھ کر تڑپ اٹھتا ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ جلد از جلد بیٹی کا یہ دکھ دور ہو جائے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس وقت کے کم سنی کی شادی کے رواج کا خمیازہ بعد میں بھگتنا پڑا۔ وہ اپنی بیٹی کی خواہشات کا احترام بھی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ راجہ روپ چند کو شکست دینے کے بعد جب چاندا لورک کے عشق میں مبتلا ہوتی ہے تو لورک کو دیکھنے کے لئے پورے شہر کی دعوت کا بہانا بناتی ہے۔

جیسے مہر نے باآسانی مان لیا اور پورے شہر کو دعوت پر بلا لیا۔ اس دعوت کا اہتمام بھی شاہانہ طور طریقے سے کیا گیا۔ قسم قسم کے کھانے تیار کروائے گئے۔ ان کھانوں کی تیاری میں استعمال ہونے والے پرندوں، جانوروں اور دیگر اشیاء کا ذکر ملا داؤد نے مثنوی میں کیا ہے۔ جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رائے مہر ایک دریا دل، سخی، رسوم و رواج کا پاس رکھنے والا حکمران ہے۔ جو اپنے جذبات کے اظہار مختلف طریقوں سے کرتا ہے۔ اور دوسروں کے جذبات کا بھی خیال رکھتا ہے۔

میناں:

میناں لورک کی بیوی ہے۔ ایک گھریلو عورت ہے جس کا محور گھر گھرستی ہے۔ خوش اخلاق اور خدمت گذار بیوی اور بہو ہے۔ اس کا رویہ اپنی ساس سے بیٹیوں کی طرح ہے۔ ہر مشرقی عورت کی طرح وہ بھی اپنے شوہر سے اندھا عشق کرنے والی عورت ہے۔ جو اس کی رفاقت پانے کے لئے بڑے سے بڑے طوفان سے ٹکرانے کا حوصلہ رکھتی ہے۔ انتہائی وفادار جو اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کو دیکھنا بھی گناہ تصور کرتی ہے اور بدلے میں بھی اپنے شوہر سے اسی بات کی توقع کرتی ہے مگر جب اسے لورک اور چاندا کی محبت کی خبر ملتی ہے وہ غصہ سے پاگل ہو جاتی ہے۔ کئی بار چاندا سے تو تو میں میں کے علاوہ ہاتھا پائی بھی کرتی ہے اور آخر کار لورک کو اپنی بے چینی اور سچی محبت کا یقین دلا کر اسے واپس اپنے گھر آنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ وہ لورک (اپنے شوہر) کی محبت پانے کے لئے کئی طرح کے جتن کرتی ہے۔ میناں ایک خوبصورت لڑکی ہے اس کا جسم بھرا بھرا اور رنگت سرخی مائل ہے۔ ملا داؤد نے

ایک شعر اس کی سرخی مائل رنگت کا ذکر کیا ہے جب لورک کی بیوفائی پر میناں اداس ہوتی ہے تو کھولن (نورک کی ماں) اس سے استفسار کرتی ہے کہ تیری رنگت کیوں سنور گئی ہے۔

کھولن کہینہ دیکھت آیا
کھولن مینا کو دیکھتی تھی
کہیں تُہہ کر دھیہ کہئیں کچھ کہا
کہنے لگی، بیٹی تجھ سے کسی نے کچھ کہا ہے
برن رات سا نور تور کاہیں
تیرا سرخ رنگ سانولا کیوں ہورہا ہے
برن س تور رات ہوتی چاہیں
تیرا رنگ تو سرخ ہونا چاہئے [۱۵]

وہ اپنی دلی کیفیت اپنی ساس (کھولن) سے بیان کرتی ہے۔ مگر اس کی ساس بھی بے بس دکھائی دیتی ہے۔ وہ پھر بھی ہمت نہیں ہارتی اور کبھی خود چاندا سے دوٹوک بات کرنے اس کے پیچھے جاتی ہے۔ تو کبھی سرجن کے ذریعے لورک تک اپنے دل کی کیفیت پہنچاتی ہے۔ اس کی کیفیت سن کر لورک کا دل پسیج جاتا ہے۔ اسے اپنے گھر کی یاد ستانے لگتی ہے وہ واپسی کا قصد کرتا ہے۔

ان کرداروں کے باہمی روابط، تعلقات، میل ملاپ، جذبات کا اتار چڑھاؤ، مختلف واقعات ان کی رنجشیں اور پیار محبت ہی اس مثنوی کی جان ہیں۔ ملا داؤد نے ان تمام کرداروں کی کیفیات کو اس طرح لڑی میں پرویا ہے کہ لگتا ہے اسے موجودہ زمانے میں تحریر کیا گیا ہے۔ تاکہ اس وقت جب اردو زبان برصغیر میں ابتدائی قدم جمارہی تھی۔ یہ مثنوی اپنی صناعی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حوالہ جات

۱۔ عسکری، حسن، سید، ڈاکٹر "چنداین از ملا داؤد اور مناسک" شمولہ مقالات حسن عسکری مرتبہ: حسین، محمد، سید، بہار اردو اکیڈمی پٹنہ ۶۹۹۱، ص ۱۳۲۔

۲۔ داؤد، مولانا، (مرتبہ) انصار اللہ، محمد، ڈاکٹر "چنداین"، ادارہ تحقیقات اردو پٹنہ، ۱۹۹۶، ص ۵۱

۳۔ ایضاً ص ۶۳

۴۔ ایضاً ص ۶۴

۵۔ ایضاً ص ۹۹

۶۔ ایضاً ص ۹۰

۷۔ ایضاً ص ۲۰

۸۔ ایضاً ص ۷۶

۹۔ ایضاً ص ۲۱

۱۰۔ ایضاً ص ۱۳۷

۱۱۔ ایضاً ص ۲۷۸

۱۲۔ ایضاً ص ۲۳

۱۳۔ عسکری، حسن، سید ڈاکٹر، "ہنری فنون لطیفہ اور چنداین کی چند تصاویر شمولہ، "مقالات حسن عسکری مرتبہ: حسین، محمد، سید"، بہار اردو اکیڈمی، پٹنہ ۱۹۹۶، ص ۳۳۹۔

۱۴۔ داؤد، مولانا، (مرتبہ) انصار اللہ، محمد، ڈاکٹر "چنداین"، ادارہ تحقیقات اردو پٹنہ، ۱۹۹۶، ص ۱۹

۱۵۔ ایضاً ص ۱۹۸